آج جامعہ احمدیہ یوکے (U.K) اور کینیڈا کی ایک اور کلاس اپنی تعلیم مکمل کر کے میدان عمل میں آ رہی ہے۔اس سال انشاءاللہ جامعہ احمدیہ غانا کے طلباء بھی شاہد کر کے میدان عمل میں آئیں گے۔اسی طرح انڈونیشیا میں بھی شاہدین کی کلاس شروع ہوگئی ہے۔ ہر سال جرمنی، کینیڈا اور یوکے (UK) کے اب تقریباً پینتیس چالیس مربیان میدان عمل میں آ رہے ہیں

آپ لوگ، جامعہ احمدیہ کے وہ طلباء جنہوں نے سندات حاصل کی ہیں اور میدان عمل میں آئے ہیں آج آپ پر نئی ذمہ داری پڑ رہی ہے۔اب میدان عمل میں آپ کا مختلف لوگوں سے واسطہ پڑے گا۔اپنے بھی آپ کے مخاطب ہوں گے اور غیر بھی۔اپنوں کی تربیت کی ذمہ داری بھی ادا کرنی ہوگی اور دعوت الی اللہ کی ذمہ داری بھی ادا کرنی ہوگی۔

ایک مربی جب دعوت الی اللہ کے میدان میں ہوتا ہے تو وہاں اس سے مختلف سوال کئے جاتے ہیں۔دین حق پر جو اعتراضات ہو رہے ہیں ان کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔اس لئے دنیا کا عمومی مطالعہ بھی آپ کے لئے ضروری ہے۔

دینی تعلیم میں اضافے کے لئے قرآن کریم کی تفسیر ہے۔حضرت مصلح موعود کی تفسیر سے جہاں آپ کو تاریخی اور بعض دوسرے علمی پہلو نظر آئیں گے وہاں روحانی اور علمی پہلو حضرت مسیح موعود کی تفسیر میں آپ کو مل جائیں گے۔پھر حضرت مسیح موعود کی کتب نہ صرف آپ کے علم و عرفان میں اضافے کا باعث بننے والی ہیں بلکہ ایمان کو بھی مضبوط کرتی ہیں۔ایک بڑا خزانہ ہیں ان کو پڑھیں اور ان سے علم حاصل کریں اور خود اپنے نوٹس بنا کر اپنے پاس رکھیں۔اگر صحیح محنت کے ساتھ چند لیکچر بھی تیار ہو جائیں تو غیر معمولی اثر ہو سکتا ہے۔

مربی کو کبھی اپنے آپ کو فارغ نہیں سمجھنا چاہئے۔مربی کے پاس فارغ وقت ہونا ہی نہیں۔جماعت کی دعوت الی اللہ اور تربیت کے لئے نئے نئے ذرائع سوچنے ہیں۔اس پر پھر عمل کرنا ہے۔اس کے طریقے بھی آپ نے نکالنے ہیں۔مربی کے تعلقات بھی بڑے وسیع ہونے چاہئیں اور تعلقات بڑھانے کا سلیقہ اور طریقہ بھی آنا چاہئے۔آپ خلیفہ وقت کے نمائندے ہیں اور خلیفہ وقت کی بات کو سنیں اور ایک جذبے کے ساتھ پھر اس کو آگے پھیلائیں۔جہاں آپ تھکے کہ تربیت نہیں ہو سکتی وہیں معاملہ ختم ہوگیا۔اگر افراد جماعت کی اصلاح کرلیں گے یا ان میں یہ جذبہ پیدا کردیں گے کہ ایک احمدی کی حیثیت سے ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں تو دعوت الی اللہ کے میدان خود بخود کھلتے چلے جائیں گے۔

یاد رکھیں کہ ہمارے سپرد بہت بڑا کام ہے اور وسائل ہمارے بہت کم ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد اور دعاوں سے آسانی اور کامیابی مل سکتی ہے۔اگر جذبہ ہو، محنت ہو اور دعا ہو، اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو جو بہت ضروری ہے تو پھر انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ہر نسل پہلے سے بڑھنے والی ہو تو پھر ترقی قائم رہ سکتی ہے۔

بعض مربیان ایسے بھی ہیں جو اپنی جگہ پر بعد میں پہنچتے ہیں، پہلے ہی کار کا مطالبہ کر دیتے ہیں۔ٹھیک ہے کام میں تیزی پیدا کرنے کیلئے آجکل کے جو ذرائع ہیں یہ ضروری ہیں اور اگر جماعت afford کر سکتی ہے تو ان کا استعمال کرنا چاہئے۔لیکن واقف زندگی کی طرف سے مطالبات نہیں ہونے چاہئیں

جس جماعت میں بھی آپ ہوں وہاں کے نوجوانوں کو یا جو نوجوان آپ سے تعلق رکھنے والے ہیں ان کو دین کے قریب کریں۔

جامعہ احمدیہ یوکے کی پانچویں اور جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہونے والی ساتویں شاہد کلاس کے طلباء کی تقریب تقسیم اسناد کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب 4 مارچ 2017ء بمقام جامعہ احمدیہ یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

سب سے پہلے تو میں یہ وضاحت کر دوں کہ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے پرنسپل صاحب کی رپورٹ بڑی لمبی اور بڑی تفصیلی تھی اور UK کی اس کے مقابلے میں مختصر۔گو لفاظی اس میں بہت تھی۔لیکن لوگ یہ نہ سمجھیں کہ UK جامعہ میں وہ تمام کام نہیں ہوئے جو جامعہ کینیڈا کر رہا ہے۔ ان کی مختلف موقعوں پر رپورٹس پیش ہوتی رہتی ہیں اور سالانہ فنکشن میں بھی۔ہاں کینیڈا میں ایک چیز زائد ہے کہ وہاں حفظ کلاس ہے جو جامعہ کے ماتحت ہے اور باقی تو وہی کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تمام جامعات میں ہو رہے ہیں جن کی رپورٹ یہاں پیش کی گئی۔ ہادی صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کو کیونکہ میرے سامنے رپورٹ پیش کرنے کا موقع کم ملتا ہے اس لئے انہوں نے تفصیلی رپورٹ پیش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جامعہ احمدیہ UK اور کینیڈا کی ایک اور کلاس اپنی تعلیم مکمل کر کے میدان عمل میں آ رہی ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال ربوہ اور قادیان کے علاوہ جو باقی ممالک کے جامعات ہیں جن میں UK کا جامعہ احمدیہ، کینیڈا کا جامعہ احمدیہ، جرمنی کا جامعہ احمدیہ ہے۔ ان میں سے پاس ہو کر ہمارے جامعہ احمدیہ کے طلباء (جو پہلے طالب علم تھے) مربی اور (۔) بن کر میدان عمل میں آ رہے ہیں اور اس سال انشاءاللہ جامعہ احمدیہ غانا کے طلباء بھی شاہد کر کے میدان عمل میں آئیں گے۔ اسی طرح انڈونیشیا میں بھی شاہدین کی کلاس شروع ہوگئی ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے صرف پاکستان سے مربیان ملتے تھے یا لوکل معلمین افریقہ کے بعض ممالک اور انڈونیشیا میں مل جاتے تھے لیکن اب ربوہ پاکستان اور قادیان کے علاوہ (قادیان کے مربیان و(۔) تو عموماً وہیں کھپ جاتے تھے۔ان کی وہیں ضرورت پوری ہو جاتی تھی سوائے چند ایک کے جو باہر ہیں) لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ میں نے کہا ان جامعات سے بھی کافی تعداد نکل رہی ہے اور ہر سال جرمنی، کینیڈا اور یوکے کے اب تقریباً پینتیس چالیس مربیان و(۔) میدان عمل میں آ رہے ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا اس سال غانا کی کلاس بھی فارغ ہو کر نکلے گی تو اس میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔گو اس سے ہماری ضرورت تو پوری نہیں ہوتی۔ جس جس طرح جماعت پھیل رہی ہے ان کے لئے مربیان کی ضرورت ہے اور جس جس طرح (دین

حق) کے خلاف محاذ کھڑے ہو رہے ہیں اس کیلئے (مربیان) کی ضرورت ہے۔ ان لوگوں کی ضرورت ہے جو اپنا پورا وقت اس کام کے لئے دیں کہ انہوں نے ایک طرف تو جماعت کے افراد کی تربیت کرنی ہے اور دوسری طرف (دین حق) کے حقیقی پیغام کو دنیا میں پہنچانا ہے۔ پس باوجود اس کے کہ ہمیں ان ممالک میں بھی اب (مربیان) ملنے شروع ہو گئے ہیں لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہماری ضرورت پوری ہو گئی ہے۔ لیکن بہرحال بہت حد تک مدد ہو جاتی ہے۔ کیونکہ پاکستان سے مربیان و(۔) کو سوائے افریقہ کے، بعض یورپین ممالک میں اور مغربی ممالک میں جانے کے لئے ویزے نہیں ملتے۔ اس لئے افریقہ کی ضرورت تو پاکستان کے مربیان سے پوری ہو رہی تھی اور ہو رہی ہے بلکہ وہاں بھی ابھی کمی ہے۔ لیکن مغربی ممالک میں یا ترقی یافتہ ممالک میں، آسٹریلیا میں، نیوزی لینڈ میں، نارتھ امریکہ میں، امریکہ کے دوسرے جزائر میں وہاں بھی ویزوں کی بڑی سختی ہے۔ یورپ میں بڑی مشکل پیش آ رہی تھی۔ لیکن یہ جو تعداد نکل رہی ہے اس سے کچھ حد تک جیسا کہ میں نے کہا ہماری مدد ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ مزید واقفین نَو کو یہ خیال پیدا ہوا اور وہ جامعہ میں داخل ہوں تاکہ آئندہ کی ضروریات کو ہم جس حد تک پورا کر سکتے ہیں کرنے کی کوشش کریں۔

آپ لوگ، جامعہ احمدیہ کے وہ طلباء جنہوں نے سندات حاصل کی ہیں اور میدان عمل میں آئے ہیں آج آپ پر نئی ذمہ داری پڑ رہی ہے۔ اب آپ لوگ طالب علمی کے دور سے عملی دور میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور عملی دور میں حالات مختلف ہوتے ہیں۔ اب میدان عمل میں آپ کا مختلف لوگوں سے واسطہ پڑے گا۔ اپنے بھی آپ کے مخاطب ہوں گے اور غیر بھی۔ اپنوں سے بھی آپ کو ملنا ہو گا اور غیروں سے بھی اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اپنوں کی تربیت کی ذمہ داری بھی ادا کرنی ہو گی اور (دعوت الی اللہ) کی ذمہ داری بھی ادا کرنی ہو گی۔ پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپ پر پڑ رہی ہے۔ مختلف توقعات آپ سے مختلف طبقات کے لوگ رکھیں گے جن میں احمدی بھی شامل ہیں اور غیر بھی شامل ہیں۔ احمدی آپ کو ایک مربی اور (۔) سمجھ کر آپ سے توقع رکھیں گے کہ جہاں آپ ان کی تربیتی ضروریات کو پورا کرنے والے ہوں وہاں اپنا نمونہ بھی اس کے مطابق دکھانے والے ہوں۔ غیر آپ سے توقع رکھیں گے کہ آپ ان کو (دین حق) کی صحیح تصویر پیش کریں اور بعض ایسے بھی ہوں گے جو (دین حق) کے خلاف دلوں میں بے انتہا رنجشیں اور کدورتیں رکھے ہوئے ہیں ان کی بھی آپ نے تسلی کروانی ہے۔ ان کو بھی جواب دینے ہیں اور ان پر (دین حق) کی برتری اور اعلیٰ تعلیم ثابت کرنی ہے۔ پس اس کے لئے اب آپ کو تیار ہونا ہو گا۔

سات سال آپ نے جو علم حاصل کیا جیسا کہ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں یہ تو علم حاصل کرنے کا صرف ایک شوق پیدا کرنے کے لئے ہے۔ یہ جاگ لگائی جاتی ہے۔ اس کو بڑھانا اور اس میں وسعت پیدا کرنا اور وسعت پیدا کرتے چلے جانا یہ اب آپ کا کام ہے۔ اور جس جس طرح آپ اس میں وسعت پیدا کرتے چلے جائیں گے اسی طرح آپ کو عملی میدان میں آسانیاں بھی پیدا ہوتی رہیں گی۔ اب دینی علم میں اضافہ آپ نے امتحان کے لئے نہیں کرنا۔ اب آپ نے جو پڑھنا ہے وہ امتحان دینے کے لئے نہیں پڑھنا۔ بلکہ خود کو بھی، اپنے آپ کو بھی اور دنیا کو بھی فیض پہنچانے کے لئے پڑھنا ہے۔ پس آپ کا مطالعہ اب اس سوچ کے ساتھ ہونا چاہئے۔

آپ کو دنیاوی حالات سے بھی آگاہی ہونی چاہئے تاکہ کسی مجلس میں بھی سُبکی نہ ہو۔ ایک مربی اور (۔) جب (دعوت الی اللہ) کے میدان میں ہوتا ہے تو وہاں اس سے مختلف سوال کئے جاتے ہیں۔ (دین حق) پر جو اعتراضات ہو رہے ہیں ان کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ اس لئے **دینی علم کے ساتھ ساتھ دنیا کا عمومی مطالعہ بھی آپ کے لئے ضروری ہے۔ اخبارات کا پڑھنا بھی ضروری ہے۔ آجکل کے جو ایشوز ہیں جن کو انہوں نے ایشو بنا لیا ہوا ہے ان کے بارے میں بھی آپ نے جس حد تک علم وسیع ہو سکتا ہے کرنا ہے۔** دنیا تباہی کے گڑھے کی طرف جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے منحرف ہو رہی ہے۔ وہ باتیں جن سے روکنے کے لئے انبیاء آئے تھے اور (دین حق) نے جس کی تعلیم دی ان باتوں کو سب سے زیادہ قانون کی آڑ میں رائج کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہم جنس پرستی ہے یا اور دوسری ایسی باتیں ہیں جو آزادی کے نام پر رائج کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور حقیقت میں یاد رکھیں کہ یہ آزادی حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا جا رہا بلکہ یہ مذہب کے خلاف ایک سوچی سمجھی سکیم ہے اور ایک کوشش ہے جو کی جا رہی ہے تاکہ ہر لحاظ سے مذہب سے آزاد کر دیا جائے۔ پس ایسے حالات میں آپ لوگوں کو جو سامنا کرنا پڑے گا اس کے لئے آپ کو علم بھی ہونا چاہئے اور جواب دینے کی صلاحیت بھی ہونی چاہئے۔ مداہنت نہیں دکھانی۔ خوف نہیں کھانا۔ لیکن ساتھ ہی حکمت سے جواب دینا ہے تاکہ آپ کو مزید جواب دینے کے مواقع ملتے رہیں۔ یہ نہ ہو کہ آپ ایسا جواب دیں جس سے آپ کے رستے میں روکیں حائل ہو جائیں اور آپ کو مزید اپنا کام کرنے کے مواقع نہ مل سکے۔

پس اس کیلئے مختلف طریقے آپ کو آزمانے ہوں گے اور جب تک ہر معاملے کا مثبت اور منفی پہلو آپ کے سامنے نہیں ہو گا آپ حقیقت میں اس کا جواب نہیں دے سکتے یا حکمت سے اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ پس اس کیلئے کوشش کریں۔

دینی تعلیم میں اضافے کے لئے قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ جماعت میں اس وقت جو معروف تفسیر ہے وہ حضرت مصلح موعود کی ہے گو یہ تمام قرآن کریم کی تفسیر تو نہیں لیکن کافی حد تک ہے۔ جو دس جلدوں میں آپ نے تفسیر کی ہے اس کو ضرور پڑھنا چاہئے اور اسی تفسیر میں جن سورتوں کی تفسیر نہیں بھی ہوئی ان کی متعلقہ آیات کی تفسیر بعض دفعہ تشریح میں آ جاتی ہے۔

اسی طرح Five volume commentary میں کچھ حد تک تفسیر آ جاتی ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود نے بعض آیات کی تفسیر کی ہے اس تفسیر کو بھی پڑھنا چاہئے۔ حضرت مصلح موعود کی تفسیر سے جہاں آپ کو تاریخی اور بعض دوسرے علمی پہلو نظر آئیں گے وہاں روحانی اور علمی پہلو حضرت مسیح موعود کی تفسیر میں آپ کو مل جائیں گے۔ اس لحاظ سے دونوں کو پڑھنا ضروری ہے۔

میں اکثر نئے فارغ ہونے والے مربیان کو یہ کہتا ہوں کہ یہ تفسیریں پڑھیں اور اپنی زندگی میں اگر اپنے دینی علم سے فائدہ اٹھانا ہے یا دینی علم کو بڑھانا ہے اور اس سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے تو یہ تفسیریں پڑھنا بڑا ضروری ہے۔ لیکن جب جائزہ لیا جائے تو جتنا مطالعہ کرنا چاہئے اتنا مطالعہ نہیں کرتے۔ پس اس طرف خاص توجہ دیں۔

پھر حضرت مسیح موعود کی کتب ہیں۔ یہ نہ صرف آپ کے علم و عرفان میں اضافے کا باعث بننے والی ہیں بلکہ ایمان کو بھی مضبوط کرتی ہیں بلکہ یہی علم و عرفان جو ہے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں بھی بہت بڑا ہتھیار ہے بڑا کارآمد ہے۔ پس ضرور حضرت مسیح موعود کی کتب زیر مطالعہ رکھیں۔

جماعت میں حضرت مسیح موعود کے زمانے میں خواجہ کمال الدین صاحب بڑے عالم گزرے ہیں جو بعد میں خلافت ثانیہ میں غیر مبائعین میں شامل ہو گئے تھے۔ حضرت مصلح موعود بیان کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے میری کامیابی کی وجہ حضرت مسیح موعود کی کتابیں ہیں۔ میں دنیا سے بحث کرتا ہوں اور لیکچر دیتا ہوں اور کوئی میرے لیکچروں کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ وہ حضرت مسیح موعود کی کتب سے اپنے لیکچر تیار کرتے تھے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس لاتے تھے، ان سے پوچھتے تھے، کچھ درستیاں کرتے تھے اور دوسرے لوگوں کی رائے لیتے تھے اور پھر جب ایک لیکچر تیار ہو جاتا تھا تو پھر ہندوستان کے شہروں میں دورے کرتے تھے اور وہاں وہ لیکچر دیا کرتے تھے اور بڑے کامیاب ہوتے تھے۔ ان کی کامیابی کا راز حضرت مسیح موعود کی کتب ہی ہیں گو کہ بعد میں ان لوگوں کی بدقسمتی کہ انہی کتب کے خلاف چلتے ہوئے انہوں نے علیحدہ غیر مبائع کا اپنا ایک گروہ بنا لیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے تھے کہ خواجہ صاحب کہا کرتے تھے کہ اگر اس طرح کے بارہ لیکچر انسان کے پاس ہوں جو میں تیار کرتا ہوں تو وہ انسان کامیاب ہو جاتا ہے اور کبھی کوئی دنیا میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور غیر معمولی شہرت اسے ہو سکتی ہے۔ اور جب حضرت مصلح موعود سے ان کا واسطہ تھا، رابطہ تھا تو یہ بھی خواجہ صاحب نے کہا کہ میں نے ابھی تک سات لیکچر تیار کئے ہیں اور سات لیکچر تیار کرنے کے بعد وہ یہاں یوکے (UK) میں (مربی) بن کے آ گئے لیکن ان سات لیکچروں پر ہی وہ یہاں بڑے مقبول تھے۔ بڑی مشہوری ان کی ہوئی اور بڑے کامیاب تھے۔ تو حضرت مسیح موعود کی کتب ایک بڑا خزانہ ہیں۔ ان کو پڑھیں اور ان سے علم حاصل کریں اور خود اپنے نوٹس بنا کر اپنے پاس رکھیں۔ تربیتی لحاظ سے بھی آپ کے کام آئیں گے۔ (دعوت الی اللہ کے) لحاظ سے بھی آپ کے کام آئیں گے۔ پس اگر صحیح محنت کے ساتھ چند لیکچر بھی تیار ہو جائیں تو غیر معمولی اثر ہو سکتا ہے۔

پھر ایک بہت اہم بات ایک مربی اور (۔) کے لئے یہ ہے کہ اس کو کبھی اپنے آپ کو فارغ نہیں سمجھنا چاہئے۔ یہ نہ سمجھیں کہ اب میرے پاس فارغ وقت ہے۔ مربی اور (۔) کے پاس فارغ وقت ہوتا ہی نہیں۔ وقف زندگی آپ نے کیا ہے اور وقف زندگی کا مطلب ہی یہی ہے کہ چوبیس گھنٹے دن کے، سات دن ہفتے کے اور بارہ مہینے سال کے۔ اس لئے اس سوچ کے ساتھ آپ نے اپنی زندگی گزارنی ہے کہ میرے پاس فارغ وقت کوئی نہیں اور نہ فارغ سمجھنا چاہئے۔ جہاں فارغ سمجھیں گے وہاں دنیاوی شغلوں میں مصروف ہو جائیں گے۔ اگر دنیاوی شغل میں بھی، کھیل ہے یا اور تفریح ہے تو وہ بھی اس لئے ہو کہ جسم صحتمند ہو، دماغ تازہ ہو تاکہ پھر کام میں مصروف ہو جائیں۔ اگر کسی کے پاس فارغ وقت ہے اور سمجھتا ہے کہ میرے پاس کوئی کام نہیں، اوّل تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کام نہ ہو اور اگر سمجھتا ہے کام نہیں تو پھر کام خود نکالنا ہے اور وہ کام نکالنا مطالعہ ہے، چاہے وہ دنیاوی مطالعہ ہو یا دینی علم کا مطالعہ ہو۔

پھر آپ کی توجہ اس طرف ہونی چاہئے کہ جماعت کی (دعوت الی اللہ) اور تربیت کے لئے نئے نئے ذرائع سوچنے ہیں۔ ان ذرائع پر جو سوچیں اس پر پھر عمل کرنا ہے۔ کس طرح عمل کرنا ہے؟ اس کے طریقے بھی آپ نے نکالنے ہیں۔

تربیت کے لحاظ سے یہ کوشش کہ جو میرے سپرد کئے گئے ہیں کس طرح ان لوگوں کی تربیت کروں کہ ان کو خدا کے قریب تر کر سکوں۔ آپ نے میری پرانی تقریروں سے حوالے لے کر یہاں مختلف بینر لگائے ہیں لیکن صرف یہ لگانے کے لئے نہیں ہیں ہمیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور ظاہر ہے کہ جب آپ یہ سوچیں گے کہ کس طرح میں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنا ہے تو خود بھی عبادت کی طرف توجہ پیدا ہو گی کیونکہ اگر اپنے عمل نہیں تو آپ کو کامیابی نہیں مل سکتی۔ میں نے جائزہ لیا ہے بہت سے ایسے ہیں جن کی تہجد کے وقت کی طرف توجہ نہیں۔ نوافل کی طرف توجہ نہیں۔ بلکہ فجر کی نماز میں بھی بعض سستی دکھا جاتے ہیں۔ اس سستی کو ترک کرنا ہو گا۔ اب آپ (مربی) ہیں، مربی ہیں اور یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ بہرحال

آپ کو یہ احساس اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا کہ ہم نے دنیا میں انقلاب پیدا کرنا ہے اور انقلاب آسانی سے نہیں پیدا ہوسکتے۔ پہلے اپنی حالتوں میں تبدیلی سے پیدا کئے جاتے ہیں۔

پھر (دعوت الی اللہ) کے ذرائع سوچنے ہوں گے اور پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ ان ذرائع کا استعمال کس طرح کرنا ہے؟ صرف روایتی (دعوت الی اللہ) نہیں ہے کہ سٹال لگالیا، پمفلٹ تقسیم کردیئے۔ ہر جگہ، ہر ملک میں، ہر علاقے میں وہاں کے حالات کے مطابق ذرائع سوچیں تبھی آپ کی کامیابی ہوسکتی ہے۔

پھر اس کے علاوہ اپنے تعلقات بڑھائیں۔ (مربی) کے تعلقات بھی بڑے وسیع ہونے چاہئیں اور تعلقات بڑھانے کا سلیقہ اور طریقہ بھی آنا چاہئے۔ پس ایک مربی اور (۔) کے لئے فارغ وقت آرام کیلئے نہیں، کام کرنے کے لئے ہے۔ سوچنے کے لئے ہے۔ پڑھنے کے لئے، علم حاصل کرنے کے لئے ہے اور پھر ایک نئے ولولے اور جوش کے ساتھ اس پر عمل کرنے کے لئے ہے۔ روحانیت میں بڑھنے کی کوشش کرنی بھی ضروری ہے۔ علم میں اضافے کے لئے کوشش کرنا ضروری ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے تھے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے تھے کہ تم جہاں جاؤ آگ لگادو۔ اب یہ آگ لگانا پٹرول چھڑک کر تیلی سے آگ لگانا نہیں۔ ایک جذبہ ہو۔ ایک جوش ہو۔ آجکل تو آگ کے نام سے اگر کسی (۔) کے حوالے سے یہ آجائے اور میڈیا میں آجائے کہ میں نے کہہ دیا کہ آگ لگادو تو کہہ دیں گے دیکھو ہم تو پہلے ہی کہتے تھے سارے (۔) ایک جیسے ہیں۔ یہ احمدی بھی اوپر اوپر سے کچھ ہیں اندر سے اپنے مربیوں کو کہتے ہیں آگ لگادو۔ تو ایسی آگ نہیں لگانی بلکہ آگ دل میں لگانی ہے۔ ایک جذبہ ہو ایک شوق ہو تاکہ جس علاقے میں آپ جائیں ان کو پتہ ہو کہ یہاں احمدی (مربی) رہتا ہے اور (دعوت الی اللہ) کر کے اس علاقے میں (دین حق) کی خوبصورت تعلیم کا چرچا کردیں تاکہ لوگوں کی توجہ پیدا ہو۔

(دین حق) کی تعلیم کے ایسے پہلو ہیں کہ اگر لوگوں کو بتائے جائیں تو وہ سنتے ہیں اور تعریف کرتے ہیں۔ کینیڈا میں ایک جگہ میں نے غیر...... سے خطاب کیا۔ وہاں ایک ایسا شخص بھی تھا جو کسی مذہب کو نہیں مانتا بلکہ مذہب کے خلاف تھا اور (دین حق) کے خلاف تو سارے ہیں ہی۔ اس کے بعد وہ کہنے لگا کہ اگر میں نے کبھی کسی مذہب کو مانا تو وہ احمدیت ہوگی۔ احمدی (دین) ہوگا۔ کیونکہ آپ کی باتوں میں ایک ایسی چیز ہے جو (دین حق) کے حسن کو نکھار رہی ہے۔ پس کوشش کریں کہ جس علاقہ میں بھی آپ ہوں حکمت سے اس علاقہ میں احمدیت کا تعارف کروادیں۔ انقلاب کی بات، آگ لگانے کی کیا بات ہے۔ ابھی تو ہمارا یہ حال ہے کہ افراد جماعت اپنے اندر بھی جو انقلاب ہونا چاہئے وہ بھی پیدا نہیں کرسکے۔ مربیان ابھی تک یہی لکھتے ہیں کہ فلاں کا یہ حال ہے۔ اس کی تربیت میں کیسے کروں؟ میدان عمل میں آپ بیٹھے ہیں اور پوچھ مجھ رہے ہیں کہ کس طرح کروں۔ آپ نے ذرائع تلاش کرنے ہیں کہ کس طرح ہر ایک کی اپنے اپنے مزاج کے لحاظ سے تربیت کرنی ہے۔

آپ خلیفہ وقت کے نمائندے ہیں۔ خلیفہ وقت کی بات کو سنیں اور ایک جذبے کے ساتھ پھر اس کو آگے پھیلائیں۔ جہاں آپ تھکے کہ تربیت نہیں ہوسکتی وہیں معاملہ ختم ہوگیا۔ اس لئے تھکنا نہیں۔ اپنی جماعت کے ہر فرد کو جب تک ہماری تعلیم پر عمل کرنے والا نہیں بنالیں، (دین حق) کی تعلیم پر عمل کرنے والا نہیں بنالیں چین سے نہ بیٹھیں۔ اگر افراد جماعت کی اصلاح کرلیں گے یا ان میں یہ جذبہ پیدا کردیں گے کہ ایک احمدی کی حیثیت سے ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں تو (دعوت الی اللہ) کے میدان خود بخود کھلتے چلے جائیں گے۔ جہاں افراد جماعت میں یہ جذبہ اور شوق ہے وہاں (دعوت الی اللہ) کے میدان خود بخود کھل رہے ہیں۔

پس یاد رکھیں کہ ہمارے سپرد بہت بڑا کام ہے اور وسائل ہمارے بہت کم ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد اور دعاؤں سے آسانی اور کامیابی مل سکتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی مدد کے لئے اپنے آپ کو اس کے مطابق بنائیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو، حضرت مسیح موعود کے کام اور پیغام کو دنیا میں پھیلانے کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے کیا ہوا ہے اور یہ انشاء اللہ تعالیٰ ہو کے رہنا ہے لیکن اپنا حصہ لینے کی کوشش ہمیں کرنی چاہئے۔ ہم دوسروں کو تبھی کہہ سکتے ہیں جب ہم خود بھی کوشش کررہے ہوں تاکہ اس کے حصہ دار بھی بنیں اور اس سے ثواب حاصل کرنے والے بھی بنیں۔

پرانے (مربیان)، pioneer (مربیان) جو شروع میں افریقہ میں گئے ان کے پاس تو سائیکل بھی نہیں ہوتی تھی۔ کھانا بھی مشکل سے ملتا تھا یا دودھ اگر میسر آگیا تو ایک گلاس دودھ پی لیا یا میں نے بعض (مربیان) سے مثلاً مولوی شریف صاحب سے یہ بھی سنا ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ الاؤنس تو پورا ہوتا نہیں تھا تو توس پانی میں ڈبو کے کھالیا کرتے تھے یا توس کھالیا اور اوپر سے پانی پی لیا۔ تو یہ ان کے حالات تھے۔ جبکہ اُسی زمانے میں عیسائی مشنریوں کو تمام سہولیات میسر تھیں۔ میں بھی جب گھانا میں رہا ہوں تو ہمارے گھر میں رات کو جلانے کے لئے ایک کیروسین کا لیمپ ہوتا تھا اور عیسائی چرچ جو ساتھ تھا ان کے جنریٹر بھی چل رہے تھے۔ لائٹیں بھی جل رہی ہوتی تھیں۔ ان کے پاس کاریں بھی اور ٹرک بھی اور پک اپس (Pickups) بھی اور موٹر سائیکل بھی تھے اور وہ لوگ تبلیغ کرتے تھے۔ تو یہی حال ان پرانے (مربیان) کے زمانے میں تھا کہ ان کو ساری سہولتیں نہیں تھیں۔ گو شروع میں عیسائی مبلغین نے بھی بڑی قربانیاں دی ہیں اور عیسائیت کو وہاں افریقہ میں پھیلایا ہے۔ لیکن 1921ء کے زمانہ میں جب ہمارے (مربیان) گئے ہیں اور اس کے بعد کے زمانے میں اس وقت عیسائی مبلغین اسٹیبلش (establish) ہو چکے تھے اور ان کے پاس تمام سہولتیں تھیں لیکن اس کے باوجود ہمارے (مربیان) کی کوششیں اور دعائیں تھیں جنہوں نے وہاں ایک انقلاب پیدا کردیا۔ یہ تھی آگ لگانا۔ خود عیسائیوں نے اعتراف کیا کہ ہماری ترقی میں اب احمدی (مربیان) روک بن رہے ہیں اور جس تیزی سے عیسائیت پھیل رہی تھی وہ رک گئی ہے بلکہ مغربی افریقہ میں ویسٹ کوسٹ کے سارے علاقہ میں عیسائیوں کی اکثریت تھی اور انہی میں سے احمدی ہوئے ہیں۔ گھانا کی لاکھوں میں بہت بڑی تعداد جو شروع کے احمدیوں کی تھی وہ عیسائیوں میں سے احمدی ہوئے تھے۔ پس بغیر کسی سہولت کے انہوں نے ایک انقلاب پیدا کیا۔ اگر جذبہ ہو، محنت ہو اور دعا ہو، اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو جو بہت ضروری ہے تو پھر انقلاب پیدا ہوسکتا ہے۔ ہر نسل پہلے سے بڑھنے والی ہو تو پھر ترقی قائم رہ سکتی ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے زمانے میں آپ کو ماننے والے جو لوگ تھے وہ ملیریا کے مریض بڑے غریب لوگ تھے۔ علاقے میں مچھر تھے۔ ہر ایک کو ملیریا بخار ہوتا تھا۔ جن کو ملیریا ہوا ان کو پتہ ہے کہ کس طرح کمزوری ہوجاتی ہے۔ غربت کی وجہ سے خوراک بھی کوئی نہیں تھی۔ ایک وقت شاید روٹی ملتی ہو مگر اخلاص اور قربانی اس قدر تھی کہ حضرت مسیح موعود کی زبان سے کوئی لفظ سنتے حکم ہوتا کہ آج فلاں کام کر کے آؤ تو فوراً تعمیل کرتے اور راتوں رات اسی حالت میں پیدل ہی بٹالہ یا گورداسپور یا امرتسر پہنچ جاتے اور کام کر کے واپس آتے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں اور یہ بڑی صحیح بات ہے کہ اگر ہمیں ترقی کرنی ہے اور اگر ہماری ترقی ہے تو یہ ہے کہ ہم اس سے زیادہ سفر کرنے والے ہوں۔ اس سے زیادہ اپنے آپ کو مشکلات برداشت کرنے کے عادی بنانے والے ہوں اور اگر یہ نہیں ہے تو پھر قابل فکر بات ہے۔

بعض (مربیان) ایسے بھی ہیں اور آپ لوگوں کو پہلے ہی سوچ لینا چاہئے کہ آپ نے ایسے نہیں ہونا جو اپنی جگہ پر بعد میں پہنچتے ہیں اور پہلے ہی کار کا مطالبہ کردیتے ہیں۔ ٹھیک ہے کام میں تیزی پیدا کرنے کے لئے آجکل کے جو ذرائع ہیں یہ ضروری ہیں اور اگر جماعت afford کرسکتی ہے تو ان کا استعمال کرنا چاہئے۔ لیکن واقف زندگی کی طرف سے مطالبات نہیں ہونے چاہئیں۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو روک نہیں بننی چاہئیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ پرانے (مربیان) نے سائیکلوں سے ہی ایک انقلاب پیدا کردیا تھا۔ لوگ سائیکل کے پیچھے بیٹھ کر جاتے تھے یا پیدل چل کر جاتے تھے۔ بعض دفعہ جنگلوں میں ان کو بڑے بڑے سخت حالات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد سے یہ کامیاب ہوئے۔ مقامی امراء کو بھی (مربیان) کا خیال رکھنا چاہئے اور سہولتیں دینی چاہئیں اور مرکز کو بھی خیال رکھنا چاہئے اور بغیر کسی مطالبہ کے سہولتیں دینی چاہئیں۔ بجائے اس کے کہ ان کو مطالبہ کرنے والا بنائیں، جس حد تک جماعت کے وسائل ہیں ان کی ضروریات پوری کریں۔ لیکن اگر یہ نہ بھی ہو تو ایک (۔) اور مربی کو کسی قسم کی فکر نہیں ہونی چاہئے۔ بس اس کا ایک مقصد ہو کہ میں نے ایک انقلاب پیدا کرنا ہے اور جیسے بھی حالات ہوں کام کئے جانا ہے اور اس میں سستی نہیں پیدا کرنی۔ تبھی آپ خلیفہ وقت کی نمائندگی کا حق ادا کرسکتے ہیں۔

گزشتہ سالوں میں مختلف convocations میں میں نے بڑی تفصیل سے بعض باتیں کہی ہیں ان کو بھی پڑھیں اور علاوہ ان باتوں کے جو میں اب کہہ رہا ہوں وہ بھی اپنے سامنے رکھیں۔

اب جیسا کہ میں نے کہا کہ آپ کا سیکھنے کا دور ختم ہوگیا ہے۔ اس طرح سیکھنا جو امتحان کے نقطہ نظر سے ہے لیکن ویسے سیکھنے کا دور اور علم حاصل کرنے کا دور کبھی ختم نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم تو پنگھوڑے سے لے کے مرتے دم تک (تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 275 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)، قبر تک انسان کو حاصل کرنا چاہئے اور وہ آپ نے حاصل کرنا ہے۔ اب سیکھنے کے دور کے ساتھ آپ کا سکھانے کا دور بھی ہے۔ پس ہر بات جو آپ نے سیکھنی ہے اس نقطہ نظر سے سیکھنی ہے کہ آگے سکھانی ہے۔ اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ جس جماعت میں بھی آپ ہوں وہاں کے نوجوانوں کو یا جو نوجوان آپ سے تعلق رکھنے والے ہیں ان کو دین کے قریب کریں۔ نوجوانوں میں دنیاداری بہت زیادہ پیدا ہورہی ہے اور آپ جو نوجوان مربی اور (۔) ہیں ان کو دین کے قریب تر لاسکتے ہیں۔ دنیا سے دور کریں۔ نوجوانوں میں اور نئی نسل میں قربانی کی روح پیدا کریں۔ دین کی اہمیت پیدا کریں۔ حضرت مسیح موعود کی بیعت میں آنے کے مقصد کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ ہر ایک اپنے آپ کو یا ہر ایک اپنے ہاتھ کو، ہر مربی اور ہر (۔) اپنے ہاتھ کو اب طلحہ کا ہاتھ سمجھے کہ اگر وہ پیچھے ہٹا تو (دین حق) کو نقصان پہنچ سکتا ہے تبھی آپ اپنے انتہائی مقصد کو پاسکتے ہیں جو آپ کے سامنے ہے۔ پس ان باتوں کو ہمیشہ توجہ دیں، غور کریں اور اپنی زندگیاں اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کرلیں۔

☆......☆......☆